سوال

(61)جرابوں پر مسح کے قائل امام کا اعتراض ہونے پر پاؤں دھونا اور امام ابوحنیفہ کا مسلک

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

جرابوں پر مسح کا قائل امام صاحب اگر بعض مقتدی حضرات کے اعتراض اور ان کی خواہش کی تکمیل میں موزوں پر مسح ترک کرکے پیر دھونے لگ جائیں تو کیا سنت رسول ﷺ کی رو سے یہ عمل درست قرار پائے گا؟ نیز کیا امام ابوحنیفہ کپڑے کے موزوں پر مسح کے قائل تھے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دے کر مشکور فرمائیں۔ (سائل: حاجی محمد رفیق، ڈڈلی یوکے)

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

جہاں تک خُفّ (چمڑے کے موزے) کا تعلق ہے تو اس کے جواز پر اجماع ہے، یعنی سوائے اہل تشیع کے سب اس کے قائل ہیں اور اس کی بنیاد ایک تو مغیرہ بن شعبہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ تبوک میں خفین (دونوں موزوں) پر مسح کیا تھا۔

(صحیح البخاری، الوضوء، حدیث 203-205، وصحیح مسلم، الطهارة، حدیث 274،)

اور دوسری حدیث جریر بن عبداللہ بجلی سے مروی ہے کہ انہوں نے پیشاب کیا، پھر وضو کیا اور پھر خفین پر مسح کیا اور کہا: جب میں نے رسول اللہ ﷺ کو مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے تو مجھے مسح کرنے سے کون سی چیز روک سکتی ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ تو سورہ مائدہ کی آیت سے قبل کا واقعہ ہے (کہ جس میں پاؤں دھونے کا حکم دیا گیا ہے) تو جریر نے کہا: میں تو مسلمان ہی سورہ مائدہ کے نزول کے بعد ہوا تھا۔

دونوں صحابہ کے علاوہ یہ مسئلہ اتنے زیادہ صحابہ سے مروی ہے کہ حسن بصری کہتے ہیں: مجھے ستر صحابہ نے خفین پر مسح کرنے کی روایت بیان کی ہے۔ زرقانی موطا کی شرح میں لکھتے ہیں: بعض علماء نے اس کے تمام راویوں کو شمار کیا وہ اسی سے تجاوز کرگئے جن میں عشرہ مبشرہ بھی شامل ہیں۔

اس لیے یہ کہنا بجا ہے کہ خف پر مسح کرنا تواتر سے ثابت ہے اور جہاں تک جرابوں پر مسح کرنے کا تعلق ہے تو اس ضمن میں ایک تو مغیرہ بن شعبہ ہی کی دوسری روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا اور جرابوں پر مسح کیا۔

امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے لیکن امام ابوداؤد نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن مہدی اس حدیث کو بیان نہیں کرتے تھے کیونکہ مغیرہ کی معروف روایت صرف خفین پر مسح کرنے کے بارے میں ہے۔ اس کی تائید میں دوسری حدیث موسیٰ اشعری کی ہے جس میں جرابوں اور جوتوں پر مسح کرنے کا بیان ہے اور حدیث

بھی بیہقی کی تحقیق کے مطابق ضعیف ہے۔

امام ابن قیم ابن منذر کا قول نقل کرتے ہیں کہ صحابہ سے نو حضرات سے جرابوں پر مسح کرنا ثابت ہے، جن میں سیدنا علی، عمار، ابو مسعود انصاری، انس، ابن عمر، براء بن عازب، بلال، عبداللہ بن ابی اوفی اور سہل بن سعد شامل ہیں۔ امام ابوداؤد نے ابوامامہ، عمرو بن حریث، عمر اور عبداللہ بن عباس کے ناموں کا اضافہ کیا ہے، یہ کل تیرہ صحابی ہوئے اور اس مسئلے میں جواز کی بنیاد ان صحابہ کے طرز عمل پر ہے نہ کہ مغیرہ بن شعبہ کی اس روایت پر جسے ابوقیس ان سے بیان کر رہے ہیں اور جس میں جرابوں پر مسح کرنے کا ذکر ہے۔

ابن قیم لکھتے ہیں: امام احمد جرابوں پر مسح کرنے کو جائز سمجھتے ہیں، حالانکہ وہ ابوقیس کی روایت کو ضعیف قرار دیتے ہیں۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے انصاف کی بات کی ہے، ان کا اعتماد بھی ایک تو صحابہ کے طرز عمل پر ہے اور دوسرے صریح قیاس پر اور وہ یہ کہ خف اور جراب میں ایسا کوئی فرق نہیں ہے کہ جس کی وجہ سے دونوں کے حکم علیحدہ علیحدہ ہوں۔

پھر لکھتے ہیں: جرابوں پر مسح کرنے کے بارے میں اکثر اہل علم کا اتفاق ہے۔ صحابہ کے نام تو ہم نے ذکر کر دیے۔ ائمہ میں سے اس کے قائلین میں احمد، اسحاق بن راہویہ، عبداللہ بن مبارک، سفیان ثوری، عطاء بن ابی رباح، حسن بصری، سعید بن مسیب اور ابویوسف بھی ہیں اور صحابہ میں سے جن کے نام ہم نے درج کیے ہیں، ان کی مخالفت کرنے والا کوئی نہیں۔ امام ابوحنیفہ کے تلامذہ میں سے ابویوسف اور محمد کی رائے ہے کہ اگر جرابیں اتنی موٹی ہوں کہ پیر کی کھال نظر نہ آئے تو ان پر مسح کرنا جائز ہے۔

امام ابوحنیفہ موٹی جرابوں پر مسح کے قائل نہ تھے لیکن اپنی وفات سے سات یا تین دن قبل انہوں نے اپنی رائے سے رجوع کر لیا تھا اور اپنے مرض موت میں موٹی جرابوں پر مسح کرتے رہے، جو لوگ عیادت کے لیے آتے ان سے کہتے میں جس بات سے روکتا تھا اب اسی پر عمل کر رہا ہوں۔ خیال رہے کہ نہ صرف جرابوں بلکہ اس کپڑے پر بھی مسح کیا جا سکتا ہے جو پیروں پر لفافے کی طرح لپیٹ لیا جائے۔

امام ابن تیمیہ کہتے ہیں: صحیح بات یہی ہے کہ پیر کے لفائف ضرورت کی بنا پر پہنے جاتے ہیں سردی، ننگے پیر چلنے یا زخم کی تکلیف سے بچنے کے لیے۔ اس کے ناجائز ہونے پر اجماع نقل کرنا لاعلمی کی نشانی ہے۔ اجماع تو چھوڑیے، دس ایسے مشہور علماء کے نام بھی پیش نہیں کیے جا سکتے کہ جو اس کے ناجائز ہونے کے قائل ہوں۔

وہ کہتے ہیں کہ جو نبی ﷺ کے الفاظ پر غور کرے اور قیاس کا بھی برمحل اعتبار کرے تو وہ جان لے گا کہ اس بات میں رخصت کا دائرہ بڑا وسیع ہے اور اسی سے شریعت کے حسن کا اندازہ ہوتا ہے۔

ضمناً تذکرہ ہو جائے کہ اگر خف یا جراب میں تھوڑے بہت چھید ہوں تب بھی ان پر مسح کرنا جائز ہے، بشرطیکہ ان کا پہننا ممکن ہو۔

امام ثوری کہتے ہیں کہ مہاجرین اور انصار کے خف عام لوگوں کی طرح چھید سے خالی نہیں ہوتے تھے، اگر ان پر مسح کرنا جائز ہوتا تو ضرور منقول ہوتا۔

یہاں یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ شریعت میں اگر کسی بات کی رخصت دی جاتی ہے تو وہ مشقت سے بچانے کے لیے ہوتی ہے نہ کہ مزید مشقت میں مبتلا کرنے کے لیے۔

برطانیہ کے طویل سرد موسم کو دیکھیے کہ اس میں جرابوں پر مسح کرنے سے آدمی کتنی مشقت سے بچ جاتا ہے۔ خاص طور پر اس بات کا بھی خیال کیجئے کہ آفس، کارخانوں اور فیکٹریوں میں کام کرنے والے حضرات جب جرابیں اتار کر اپنا پاؤں واش بیسن میں رکھتے ہیں تو غیر مسلم حضرات کو یہ بات کتنی ناگوار گزرتی ہے کہ جہاں وہ اپنے ہاتھ اور چہرہ دھوتے ہیں وہاں ہم لوگ اپنا پیر دھو رہے ہوتے ہیں تو کیا یہ بہتر نہیں کہ اللہ کی دی گئی رخصت سے فائدہ اٹھایا جائے۔ آپ گھر سے وضو کر کے آئیں، خف یا جراب پہن کر نکلیں اور پھر سارا دن ان پر مسح کرتے رہیں۔ خود کو بھی آسانی رہے گی اور کسی کو اعتراض کرنے یا ناگواری کے اظہار کی نوبت بھی نہ آئے گی۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب